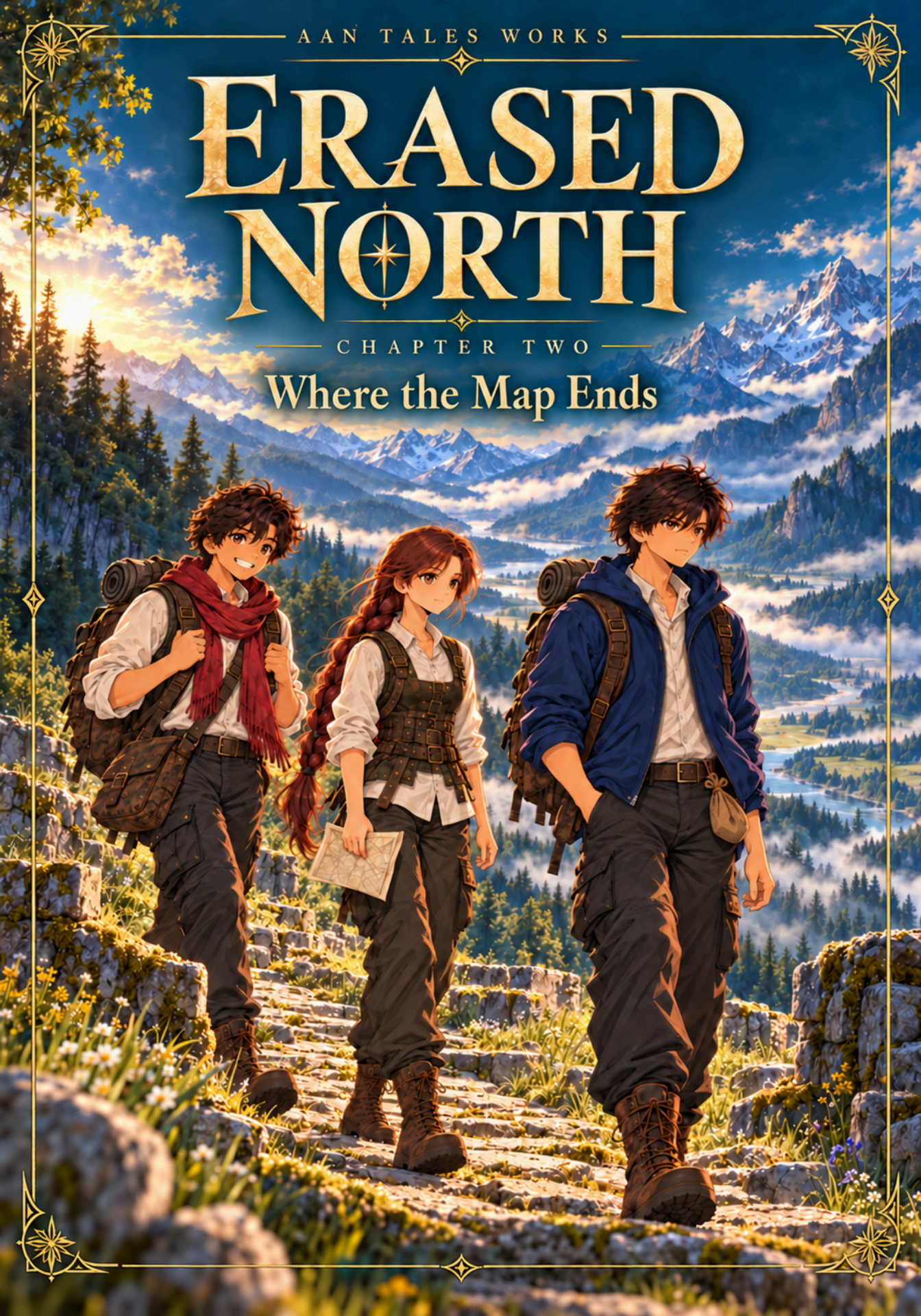
AAN TALES WORKS

ERASED NORTH

CHAPTER TWO

Where the Map Ends



باب دوم

جہاں نقشہ ختم ہوتا ہے

اردو کہانی

AAN Tales Works

باب دوم

جہاں نقشہ ختم ہوتا ہے

جب شہر انہیں دکھائی دینا بند ہو گیا تو سورج مشرقی پہاڑوں سے کافی اوپر آ چکا تھا۔ گھر سے نکلتے وقت ریان کو نہیں لگا تھا کہ کوئی بڑی بات ہونے والی ہے۔ شروع کا راستہ تو وہ پہلے سے جانتا تھا۔

شہر سے باہر جانے والی سڑک کھلے کھیتوں اور پتھر کی نیچی دیواروں کے درمیان سے گزرتی تھی۔ گھاس پر ابھی صبح کی اوس موجود تھی۔ کھیتوں کے کنارے لکڑی کی باڑیں لگی تھیں۔ دور کہیں کہیں گھروں سے دھواں اٹھ رہا تھا۔ ان گھروں میں بھی لوگ جاگ چکے تھے اور اپنے دن کے کام شروع کر رہے تھے۔



کچھ دیر تک ریان خود کو یہی سمجھاتا رہا کہ وہ بس صبح کی ایک لمبی سیر پر نکلا ہے۔ مگر جب بھی اس کا ہاتھ کمپاس والی جیب سے لگتا، اسے اپنے سفر کی وجہ یاد آ جاتی۔ وہ ایک ایسی سڑک ڈھونڈنے نکلے تھے جس کا سرکاری ریکارڈ میں کوئی وجود نہیں تھا۔

پیچھے ان کا جانا پہچانا شہر تھا۔ وہاں کے دروازے، گلیاں اور آوازیں ان کے لیے نئی نہیں تھیں۔ وہاں ایسے لوگ تھے جو انہیں نام سے جانتے تھے۔ آگے پہاڑ تھے۔ راستہ ڈھونڈنے کے لیے ان کے پاس

صرف ایک پرانے ریکارڈ سے نقل کی ہوئی چند پیمائشیں تھیں۔ ریان یہ نہیں سوچنا چاہتا تھا کہ اتنے بڑے سفر کے لیے یہ معلومات کتنی کم ہیں۔

بیگ کی پٹیاں اس کے کندھوں میں دب رہی تھیں۔ اس نے انہیں ذرا ٹھیک کیا، پھر جیب کے اوپر ہاتھ رکھ کر کمپاس کو ٹٹولا۔ یہ چھوٹی سی حرکت بھی میرا نے دیکھ لی۔

”وہ کہیں نہیں گیا،“ اس نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے،“ ریان نے جواب دیا۔

”جب سے ہم لکڑی کی پچھلی باڑ کے پاس سے گزرے ہیں، تم تین بار کمپاس دیکھ چکے ہو۔“

سامی نے پیچھے رہ جانے والی باڑ کو دیکھا۔ ”تین نہیں، چار بار۔ میں تو بتانے والا بھی نہیں تھا۔“

ریان نے جیب سے ہاتھ ہٹا لیا۔ تینوں ہنس پڑے۔ تھوڑی دیر کے لیے اسے لگا جیسے گھر اتنا دور بھی نہیں ہے۔

وہ دونوں سے چند قدم آگے چل رہا تھا۔ گیلی زمین پر چلنے سے اس کے جوتے گہرے رنگ کے ہو گئے تھے۔ سفر کا سامان انہوں نے آپس میں بانٹ لیا تھا۔ وزن محسوس ہو رہا تھا، مگر ریان کا زیادہ دھیان سامنے کے پہاڑوں پر تھا۔ وہ کبھی راستے کو دیکھتا، کبھی ان اونچی چوٹیوں کو۔

شہر سے یہ پہاڑ بہت دور دکھائی دیتے تھے۔ یہاں پہنچ کر وہ پہلے سے بڑے، سرد اور اجنبی لگ رہے تھے۔ انہیں دیکھ کر اب وہ سکون محسوس نہیں ہو رہا تھا جو شہر میں رہتے ہوئے ہوتا تھا۔

سامی اپنا مضبوط سفری بیگ لیے چند قدم پیچھے چل رہا تھا۔ کبھی وہ ایک کندھے کی پٹی ٹھیک کرتا، کبھی دوسرے کی۔ شروع میں وہ خوب باتیں کر رہا تھا۔ مگر جیسے جیسے جانے پہچانے راستے پیچھے رہ گئے، وہ بھی خاموش ہونے لگا۔

میرا دونوں کے درمیان تھی۔ اس نے اے آر ۳۱۷ سے نقل کیا ہوا کاغذ سنبھال رکھا تھا۔ اس پر پرانے سروے کی پیمائشیں لکھی تھیں، یعنی سڑک کی جگہ، اونچائی اور فاصلے کی معلومات۔ کچھ دیر بعد وہ رکتی، کاغذ دیکھتی اور سامنے کی زمین سے اسے ملا کر دیکھتی۔

ریان نے چلنے کی رفتار کم کی اور پیچھے دیکھا۔ ”کچھ پتا چلا؟“

میرا نے فوراً جواب نہیں دیا۔ پہلے اس نے کاغذ دیکھا، پھر سامنے ایک نیچی پہاڑی کو دیکھا۔ وہ ہر نشانی پر غور کر رہی تھی۔

”اونچائی ریکارڈ سے ملتی ہے،“ اس نے آخر کہا۔ ”اور سامنے پہاڑی کا وہ لمبا کنارہ بھی وہی ہونا چاہیے جس کا اس میں ذکر ہے۔“



سامی نے اردگرد دیکھا۔ اسے کوئی سڑک نظر نہیں آئی۔ وہاں صرف گھاس، جھاڑیاں، بکھرے ہوئے پتھر اور اونچی نیچی زمین تھی جو پہاڑوں کی طرف جا رہی تھی۔

”ہمیں پورا یقین ہے کہ یہاں کبھی سڑک تھی؟“ اس نے میرا سے پوچھا۔

”پیمائشوں کے مطابق تو تھی۔“

ریان نے جیب سے ٹوٹا ہوا کمپاس نکالا اور ڈھکن کھول دیا۔ صبح کی روشنی اس کے پرانے پیتل پر چمکی۔ دراڑ والے شیشے کے نیچے ایک ہی سوئی تھی۔ وہ کانپ رہی تھی اور شمال کی طرف نہیں جا رہی تھی۔ آہستہ آہستہ اس کا رخ پہاڑوں کی طرف ہو گیا۔

ریان نے اسے دیکھتے ہوئے کہا، ”لگتا ہے یہ بھی یہی بتا رہا ہے۔“

سامی ذرا آگے جھکا۔ ”تمہیں اس سے جتنی تسلی ہو رہی ہے، مجھے تو نہیں ہو رہی۔“

ریان ہلکا سا مسکرایا، مگر اسی وقت سوئی دوبارہ جھٹکے سے ہلی۔ تینوں نے یہ حرکت دیکھی۔ اس کی مسکراہٹ ختم ہو گئی اور میرا اس کے قریب آ گئی۔

”اسے ہلانا مت،“ اس نے کہا۔

”میں نہیں ہلا رہا۔“

چند سیکنڈ تک کمپاس کے اندر چھوٹے پرزے ہلکے ہلکے کانپتے رہے۔ دھات کی ہلکی سی آواز آئی، پھر سب رک گیا۔ سوئی ایک طرف ٹھہر گئی۔ اس کا رخ نہ شمال کی طرف تھا، نہ پوری طرح اس راستے کی طرف جس پر وہ اب تک چل رہے تھے۔ وہ کھیتوں سے آگے کی اونچی نیچی زمین کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔



میرا نے کمپاس سے نظر ہٹا کر سامنے دیکھا۔ ”آگے چلتے ہیں۔“

ریان نے ڈھکن بند کیا، اور تینوں دوبارہ چل پڑے۔

✦ ✦ ✦

آس پاس کا منظر آہستہ آہستہ بدل رہا تھا۔ شہر کے جانے پہچانے نشان اچانک ایک ہی جگہ ختم نہیں ہوئے تھے۔ وہ بس کم ہوتے جا رہے تھے۔ پہلے باڑیں پرانی دکھائی دینے لگیں، پھر ان کی تعداد کم ہو گئی۔ کھیتوں کی جگہ جنگلی گھاس آنے لگی۔

چوڑے راستے تنگ ہوتے گئے۔ کچھ دور بعد وہ زمین پر گھسی ہوئی لکیروں جیسے لگنے لگے۔ پھر وہ لکیریں بھی غائب ہونے لگیں۔ اب سامنے جہاں نظر جاتی، پہاڑ زیادہ صاف دکھائی دیتے تھے۔

ہوا میں گیلی مٹی اور صنوبر کے درختوں کی خوشبو تھی۔ کہیں دور پانی بہنے کی آواز آ رہی تھی۔ ریان اب ہر آواز پر پہلے سے زیادہ دھیان دے رہا تھا۔ شہر میں خاموشی بھی پوری طرح خاموش نہیں ہوتی

تھی۔ کبھی کھڑکی سے کسی کی بات سنائی دیتی، کبھی پہیوں کی آواز آتی، کبھی دروازہ کھلتا، اور کبھی کوئی گلی کے دوسرے سرے سے کسی کو پکارتا۔

یہاں ایسا نہیں تھا۔ ایک آواز کے بعد کافی دیر تک کچھ سنائی نہیں دیتا تھا۔ اسی لیے درختوں میں بیٹھے پرندے کی آواز بھی صاف سنائی دیتی تھی۔ قدموں کے نیچے خشک پتوں کی آواز بھی زیادہ تیز لگتی تھی۔

میرا اچانک رک گئی۔ ریان تقریباً اس سے آگے نکل گیا تھا۔ وہ مڑا۔

”کیا ہوا؟“

اس نے زمین کی طرف اشارہ کیا۔ پہلے ریان کو کچھ خاص نظر نہیں آیا۔ وہاں بھی گھاس، کیچڑ اور چھوٹے پتھر ہی تھے۔ پھر میرا ایک طرف ہوئی اور جوتے کی ایڑی سے گھاس کا ایک حصہ دبا دیا۔

”یہاں زمین دیکھو۔“

سامی اس کے پاس بیٹھ گیا۔ گھاس کے نیچے زمین بہت ہموار تھی۔ وہ ڈھلوان کے ساتھ ایک چوڑی پٹی کی طرح جا رہی تھی۔ زمین کا یہ حصہ خود سے اتنا ہموار ہوا نہیں لگتا تھا۔

ریان نے اس کی سیدھ میں آگے دیکھا۔ اب اسے بھی بات سمجھ آنے لگی۔ گھاس اور مٹی کے نیچے راستے کی ایک لکیر چھپی تھی۔ جب اسے معلوم ہو گیا کہ کیا ڈھونڈنا ہے، تو وہ لکیر اسے زیادہ صاف دکھائی دینے لگی۔

میرا چند قدم آگے گئی اور جوتے سے لمبی گھاس ہٹائی۔ نیچے ہلکے رنگ کا ایک پتھر نظر آیا۔ وہ بیٹھ کر اس کے اوپر سے مٹی صاف کرنے لگی۔ پتھر کا کنارہ بالکل سیدھا تھا۔

سامی قریب آگیا۔ ”یہ سڑک کا حصہ ہے؟“

”شاید،“ میرا نے کہا۔

وہ پتھر کی سیدھ میں آگے بڑھی۔ چند میٹر بعد ایک اور پتھر ملا، پھر ایک اور۔ ریان کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ اب تینوں الگ الگ جگہ دیکھنے لگے۔ پہلے جو چیزیں بکھری ہوئی لگ رہی تھیں، اب سمجھ آنے لگا تھا کہ وہ ایک ہی راستے کا حصہ ہو سکتی ہیں۔

کانٹوں والی جھاڑی کے نیچے پتھر کا ایک پرانا کھمبا ٹیڑھا جھکا ہوا تھا۔ کچھ آگے ہموار زمین کے ساتھ ایک کم گہری نالی جا رہی تھی۔ میرا نے اسے دیکھ کر کہا، ”یہ پانی نکالنے کی نالی ہے۔“



سامی نے اس کے اندر بھری ہوئی مٹی دیکھی۔ ”اب تو کسی کام کی نہیں لگتی۔“

”اب نہیں،“ میرا نے کہا۔ پھر وہ کھڑی ہو کر ڈھلوان کی طرف دیکھنے لگی۔ ”لیکن اسے بنایا اسی لیے گیا ہوگا کہ یہاں پانی جمع ہوتا تھا اور اسے نکالنا ضروری تھا۔“

ریان نے آہستہ سے اردگرد دیکھا۔ اب وہ سمجھ سکتا تھا کہ یہاں سڑک کیسی رہی ہوگی۔ یہ کوئی تنگ پہاڑی پگڈنڈی نہیں، بلکہ باقاعدہ بنی ہوئی سڑک تھی۔ اتنی چوڑی سڑک کہ اس کے کنارے پانی کی نالی اور حد بتانے والے پتھر لگانے پڑے تھے۔

اے آر ۳۱۷ میں درج راستہ صرف کسی کا منصوبہ نہیں تھا۔ لوگ اس پر چل چکے تھے۔ لوگ اس سے آتے جاتے بھی تھے۔

ریان ایک پتھر کے پاس بیٹھ گیا۔ اس کا درمیانی حصہ کناروں سے زیادہ گھسا ہوا تھا۔ وہ ہلکے سے اسے چھو کر دیکھتا رہا۔ اس نے سوچا کہ کتنے لوگ اس جگہ سے گزرے ہوں گے۔ اتنے قدم پڑے کہ پتھر بھی ہموار ہو گیا تھا۔

اس چھوٹی سی بات نے اسے بے چین کر دیا۔ یہ سڑک کسی زمانے میں لوگوں کی روزمرہ زندگی کا حصہ تھی۔ شاید کوئی اس کے ہر موڑ کو اتنی اچھی طرح جانتا تھا جتنا وہ جنرل اسٹور کے آس پاس کی گلیوں کو جانتا تھا۔ اب وہی پتھر جھاڑیوں کے نیچے دبے تھے، اور انہیں ڈھونڈنا بھی مشکل ہو رہا تھا۔

ریان نے پہاڑوں کو دیکھا۔ ”تو انہوں نے واقعی اسے مٹا دیا۔“

میرا نے کہا، ”ہمیں یہ معلوم ہے کہ ریکارڈ بدلا گیا تھا۔“ اس نے اپنے پاؤں کے پاس دبے پتھر کو دیکھا۔ ”اور اب یہ بھی معلوم ہے کہ سڑک واقعی یہاں تھی۔“

سامی نے پوچھا، ”کیا سڑک صرف اس لیے چھپ گئی کہ لوگوں نے اس پر آنا جانا چھوڑ دیا تھا؟“

میرا خاموش رہی۔ ریان سمجھ گیا کہ سامی کیا کہنا چاہتا ہے۔ استعمال نہ ہونے والے راستوں میں گھاس اگ آتی ہے۔ درخت پھیل جاتے ہیں۔ بارش اور سردی پتھروں کو نقصان پہنچاتی ہے۔ یہاں بھی ایسا ہوا لگتا تھا۔ حدبتانے والے پتھر آدھے دبے تھے اور نالی مٹی سے بھر گئی تھی۔

مگر سڑک کے کچھ حصے ٹوٹے ہوئے کم اور جان بوجھ کر ڈھانپے ہوئے زیادہ لگتے تھے۔ شاید کسی نے سڑک کو صرف مٹی اور گھاس میں چھپنے نہیں دیا تھا، بلکہ خود بھی اسے چھپایا تھا۔ ریان کو ڈر لگا، مگر وہ وجہ جاننا چاہتا تھا۔ کسی نے سڑک کو ریکارڈ سے نکالا تھا۔ کیا کسی نے زمین پر بھی اس کے نشان مٹائے تھے؟

اسے شک تو ہو رہا تھا، مگر ابھی کوئی ثبوت نہیں تھا۔

”لیکن کیوں؟“ اس نے آہستہ سے پوچھا۔

کسی کے پاس جواب نہیں تھا۔ میرا اور سامی دونوں خاموش رہے۔ ایک سوال کا جواب ڈھونڈتے ڈھونڈتے انہیں دوسرا سوال مل گیا تھا۔ اور آگے کہیں، برسوں کی مٹی اور پودوں کے نیچے، وہ پرانی سڑک اب بھی موجود تھی۔

✦ ✦ ✦

دوپہر سے پہلے ہی راستے کے نشان ڈھونڈنا مشکل ہونے لگا۔ کہیں سڑک بیس یا تیس میٹر تک دکھائی دیتی، پھر غائب ہو جاتی۔ تینوں نے چھوٹی چھوٹی باتوں پر دھیان دینا شروع کیا۔ کہیں زمین بہت ہموار تھی۔ کہیں پتھر سیدھی قطار میں تھے۔ کہیں درخت برابر فاصلے پر اگے تھے، جیسے کبھی وہاں سڑک کا کنارہ رہا ہو۔

جب انہیں سڑک کی سیدھ سمجھ نہ آتی تو میرا اے آر ۳۱۷ کی پیمائشیں دیکھتی۔ اور جب ان سے بھی بات واضح نہ ہوتی تو ریان کمپاس نکالتا۔ کوئی بھی طریقہ ہر بار کام نہیں کرتا تھا، مگر سب چیزوں کو ملا کر وہ آگے بڑھ رہے تھے۔

آخر وہ پتھروں والی ایک اونچی جگہ پر پہنچے۔ یہاں راستہ دو طرف بٹ رہا تھا۔ بائیں طرف درختوں کے درمیان ایک تنگ راستہ اوپر جا رہا تھا۔ لگتا تھا کہ لوگ اس پر چلتے ہیں۔ دائیں طرف اونچی نیچی زمین، گھنی جھاڑیاں اور ابھری چٹانیں تھیں۔

میرا نے کاغذ دوبارہ دیکھا۔ ”پرانی سڑک دائیں طرف جاتی تھی۔“

سامی نے مشکل ڈھلوان کو دیکھا۔ ”ہاں، ہمارے لیے آسان راستہ ہو بھی کیسے سکتا ہے؟“

ریان نے کمپاس کھولا۔ سوئی کانپی، پھر ایک لمحے کے لیے رک گئی۔ اندر سے ہلکی سی آواز آئی اور سوئی دائیں طرف مڑ گئی، جہاں زمین اونچی نیچی تھی۔ ریان فوراً آگے بڑھا۔

”یہی راستہ ہے۔“

”رکو،“ میرا نے کہا۔

وہ مڑا۔ میرا ابھی اسی جگہ کھڑی تھی جہاں دونوں راستے الگ ہو رہے تھے۔

”سروے بھی اسی طرف جانے کو کہتا ہے،“ ریان نے کہا۔

”میں جانتی ہوں۔“

”اور کمپاس بھی اسی طرف ہے۔“

”وہ بھی دیکھ رہی ہوں۔“

”تو پھر رکنے کی کیا وجہ ہے؟“

میرا نے کاغذ احتیاط سے تہہ کیا۔ ”ہمیں ابھی یہ معلوم نہیں کہ کمپاس کی سوئی کس وجہ سے حرکت کرتی ہے۔“

ریان نے ہاتھ میں رکھا کمپاس دیکھا۔ ”یہ ہمیں یہاں تک لایا ہے۔“

”نہیں،“ میرا نے سکون سے مگر صاف کہا۔ ”ہم ریکارڈ اور راستے کی نشانیوں کی مدد سے یہاں پہنچے ہیں۔ کمپاس نے ہمارا ساتھ دیا ہے۔“

ریان نے الجھ کر پوچھا، ”اس میں فرق کیا ہے؟“

”فرق یہ ہے کہ زمین پر ملنے والی نشانیاں ہم سمجھ سکتے ہیں۔“ اس نے کمپاس کی طرف اشارہ کیا۔ ”اسے ہم ابھی نہیں سمجھتے۔“

ریان نے پھر سوئی کو دیکھا۔ وہ اب بھی دائیں طرف تھی۔ ان کی بحث سے اس پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ کچھ دیر صرف گھاس سے گزرتی ہوا کی آواز سنائی دی۔ پھر سامی دونوں راستوں کے بیچ آ کھڑا ہوا۔

”فیصلہ کرنے سے پہلے ذرا اردگرد دیکھ لیتے ہیں،“ اس نے کہا۔

دونوں اس کی طرف مڑے۔ سامی نے کندھے اچکائے۔ ”پرانا سروے دائیں طرف کا کہتا ہے۔ کمپاس بھی دائیں طرف ہے۔ اور میرا کہتی ہے کہ اس پراسرار ٹوٹی ہوئی چیز پر آنکھیں بند کر کے بھروسا نہ کرو۔“



”میں نے اس طرح نہیں کہا تھا،“ میرا نے جواب دیا۔

”بالکل انہی لفظوں میں نہیں،“ سامی نے کہا۔ پھر اس نے زمین کی طرف اشارہ کیا۔ ”چلو دیکھتے ہیں، شاید پرانی سڑک کی کوئی اور نشانی مل جائے۔“

ریان چاہتا تھا کہ فوراً آگے چل دے۔ پتھروں اور پیمائشوں کو دیکھنے میں وقت لگ رہا تھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ہر گزرتا لمحہ اسے ان باتوں تک پہنچنے سے روک رہا ہو جو شاید اس کے والد جانتے تھے۔ پھر اسے مسٹر ہالڈن کی نصیحت یاد آئی۔ جلدی کرنے سے پہلے سوچو۔

اس نے کمپاس بند کر دیا۔ ”ٹھیک ہے۔“

اس بار اس نے پہلے خود زمین کو غور سے دیکھا۔ وہ ہموار پٹی کی سیدھ ڈھونڈنے لگا کہ جھاڑیوں کے بعد وہ کہاں نکلتی ہے۔ میرا اپنی لکھی ہوئی معلومات سے ڈھلوان کو ملا رہی تھی۔ سامی درختوں کے پاس گیا، جہاں زمین نرم تھی اور نشان ملنے کا امکان زیادہ تھا۔

وہ چند قدم کے فاصلے پر الگ الگ کام کر رہے تھے۔ باتیں رکیں تو ریان کو سامی کے بیگ کی پٹی پر لگے دھات کے کلپ کی کھنک سنائی دی۔ میرا کے کاغذ کھولنے کی ہلکی سرسراہٹ بھی آ رہی تھی۔ ان عام سی آوازوں سے ریان کو کچھ سکون ملا۔

کئی منٹ گزر گئے۔ ریان اور میرا راستے کی سیدھ دیکھتے رہے، جبکہ سامی درختوں کے کنارے تلاش کرتا رہا۔ پھر اس نے پکارا،

”ریان۔“

اس کی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ ریان فوراً مڑا۔ سامی ایک نیچی شاخ کے پاس بیٹھا تھا۔

”کیا ہوا؟“

”یہاں آؤ۔“

ریان اور میرا اس کے پاس گئے۔ سامی نے شاخ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ہوا سے نہیں ٹوٹی تھی، نہ کسی جانور نے اسے توڑا تھا۔ اسے کاٹا گیا تھا۔ چھال کے اندر کی کھلی لکڑی ابھی ہلکے رنگ کی تھی۔ میرا نے اسے انگلی سے چھوا۔

”یہ شاخ زیادہ دن پہلے نہیں کاٹی گئی۔“

ریان فوراً آس پاس کی زمین دیکھنے لگا۔ سامی پہلے ہی یہی کر رہا تھا۔ درختوں کے نیچے بارش کا پانی جمع ہونے سے کیچڑ بن گیا تھا۔ اس پر پتے پڑے تھے اور چھوٹے جانوروں کے نشان بھی تھے۔ مگر ایک کنارے پر جوتے کا ادھورا نشان دکھائی دیا۔ صرف ایڑی اور جوتے کا بیرونی حصہ صاف تھا۔



وہ اس کے پاس بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بول نہ سکا۔ کوئی یہاں آیا تھا، اور یہ بات سڑک بننے کے زمانے کی نہیں تھی۔ نہ کئی دہائیاں پرانی تھی۔ کسی نے حال ہی میں یہاں قدم رکھا تھا۔ اس کے دل میں فوراً ایک خیال آیا۔

”میرے والد۔۔۔“

میرا نے اسے دیکھا۔ ریان کی نظریں نشان پر ہی رہیں۔ ”اگر وہ اس راستے سے آئے ہوں تو؟“

”ریان۔“

”اگر یہ ان کا۔۔۔“

میرا نے بات مکمل ہونے سے پہلے کہا، ”نشان تازہ ہونے کا مطلب یہ نہیں کہ وہ تمہارے والد کا ہے۔“

یہ سن کر اسے بہت دکھ ہوا۔ اس نے سر اٹھایا تو میرا کے چہرے پر نرمی آ گئی۔

”لیکن ایک بات ضرور پتا چلتی ہے،“ اس نے کہا۔ ”کوئی اب بھی جانتا ہے کہ یہ سڑک موجود ہے۔“

ریان نے دوبارہ نشان دیکھا۔ اسے امید بھی ہو رہی تھی اور مایوسی بھی۔ میرا کی بات درست تھی۔ یہاں ایسی کوئی چیز نہیں تھی جو اس نشان کو اس کے والد سے جوڑتی۔ وہ بس خود چاہتا تھا کہ ایسا ہو۔

اس نے دوسرے نشان تلاش کیے۔ شاید کوئی زیادہ صاف نشان ملتا جس سے وہ اپنی بات پر قائم رہ سکتا۔ مگر آگے صرف دبی ہوئی گھاس تھی۔ میرا اس کے پاس خاموش کھڑی رہی۔ اس کی خاموشی ریان کو جھوٹی تسلی دینے سے بہتر لگی۔ وہ یہ نہیں کہہ رہی تھی کہ اس نشان کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ بس اسے ایسی امید نہیں دلانا چاہتی تھی جس کا ابھی کوئی ثبوت نہ ہو۔

آخر ریان نے سر ہلایا۔ ”کوئی تو آیا تھا۔“

”ہاں، کوئی تو،“ میرا نے کہا۔

سامی کھڑا ہو کر درختوں کے اندر دیکھنے لگا۔ ”جو بھی تھا، شاید وہ بھی اسی سڑک کو ڈھونڈ رہا تھا۔“

ریان آہستہ سے اٹھا۔ کٹی ہوئی شاخ سے جھاڑیوں کے درمیان گزرنے کی جگہ دکھائی دے رہی تھی۔ جوتے کے نشان کا رخ بھی پرانی سڑک کی طرح پہاڑوں کی طرف جاتا تھا۔ اس نے کمپاس کھولا۔ سوئی کانپی۔ اس بار جب وہ چل پڑے تو کسی نے اس کے رخ پر مذاق نہیں کیا۔

✦ ✦ ✦

راستہ اب اوپر چڑھ رہا تھا۔ دوپہر تک کھلے کھیت بہت پیچھے رہ گئے تھے۔ پرانی سڑک کے دونوں طرف درخت گھنے ہو گئے تھے۔ ان کی جڑیں زمین سے باہر نکلی تھیں اور دبے ہوئے پتھروں پر پھیل رہی تھیں۔ شاخوں کے درمیان سے دھوپ چھوٹے ٹکڑوں میں زمین پر پڑتی تھی۔ ہوا چلتی تو روشنی کے ٹکڑے بھی راستے پر سرکنے لگتے۔ اب ہوا پہلے سے ٹھنڈی تھی۔

ریان کو آگے کہیں پانی بہنے کی آواز آ رہی تھی، مگر وہ ابھی پانی دیکھ نہیں سکتا تھا۔ کمپاس کو سمجھنا بھی مشکل ہوتا جا رہا تھا۔ کبھی سوئی صاف طور پر راستے کی طرف مڑتی، کبھی کسی طرف ٹھہرے بغیر کانپتی رہتی، اور کبھی بالکل رک جاتی۔

اس نے ایک انگلی سے کمپاس کے خول کو ہلکا سا ٹھونکا۔ کوئی فرق نہیں پڑا۔ اس نے دوبارہ ایسا کیا تو سامی دیکھنے لگا۔

”میرا خیال ہے پرانی پراسرار چیزوں کو مارنے ہی سے مصیبتیں شروع ہوتی ہیں،“ اس نے کہا۔

”میں اسے مار نہیں رہا تھا۔“

”ہاں، بس زور دے کر بات منوا رہے تھے۔“

ریان نے اس کی طرف دیکھا۔ سامی نے سنجیدہ رہنے کی کوشش کی، مگر دو سیکنڈ بعد اس کی ہنسی نکل گئی۔ ریان بھی ہنس پڑا۔ میرا کے چہرے پر بھی مسکراہٹ آ گئی۔ جوتے کا نشان ملنے کے بعد سے ان کے دلوں پر جو بوجھ تھا، وہ کچھ ہلکا ہوا۔

ریان نے کمپاس بند کر دیا۔ ”ٹھیک ہے۔ اسے سوچنے کا وقت دیتا ہوں۔“

”بڑی مہربانی،“ سامی نے کہا۔

تینوں پہاڑی راستے پر آگے بڑھتے رہے۔



کچھ منٹ بعد پانی کی آواز زیادہ تیز ہو گئی۔ یہ کسی چھوٹی ندی کی ہلکی آواز نہیں تھی۔ پانی تیزی اور زور سے بہہ رہا تھا۔ پھر درختوں کے درمیان کھلی جگہ آئی اور ریان رک گیا۔

پرانی سڑک ایک پتھریلی کھائی کے کنارے پہنچ کر ختم ہو گئی تھی۔ نیچے پہاڑی ندی بہہ رہی تھی۔ پانی سیاہ چٹانوں سے ٹکراتا تو سفید جھاگ بنتا۔ جہاں چٹانوں کے بیچ راستہ تنگ ہوتا، وہاں پانی گہرا سبز دکھائی دیتا۔ دوسرے کنارے پر زمین تیزی سے اوپر اٹھ رہی تھی، اور اس کے اوپر درخت تھے۔

میرا نے اے آر ۳۱۷ دیکھا، پھر ندی کو دیکھا۔ ”سڑک یہاں سے پار جاتی تھی۔“

سامی نے کھائی دیکھی۔ ”یہ تو مشکل ہو گئی۔“

ریان کنارے کے قریب گیا۔ دونوں طرف پتھر کی پرانی تعمیر کے ٹکڑے باقی تھے۔ یہ پل کو سہارا دینے والے حصے تھے، یا ان کے بچے ہوئے ٹکڑے۔ جو پل کبھی لوگوں کو پار لے جاتا تھا، وہ مدتوں پہلے ختم ہو چکا تھا۔

اس نے کمپاس کھولا۔ سوئی ایک بار ہلی، پھر رک گئی۔ ریان انتظار کرتا رہا، مگر کچھ اور نہیں ہوا۔ سامی اس کی طرف جھکا۔

”کیا اس نے بتایا کہ اب کیا کرنا ہے؟“

”نہیں۔“

”بہت خوب۔“

میرا اس سمت دیکھ رہی تھی جہاں سے پانی آ رہا تھا۔ ”شاید پل کی مرمت کرنے والوں کے لیے کوئی راستہ ہو۔“

”تمہیں کیسے پتا؟“ ریان نے پوچھا۔

”ڈھلوان دیکھو،“ میرا نے کہا۔ اس نے چٹانوں اور درختوں کے بیچ زمین کی ایک تنگ پٹی کی طرف اشارہ کیا۔



”پل کی دیکھ بھال کرنے والے اسی راستے سے اس کے سہاروں تک پہنچتے ہوں گے۔“

سامی نے بھی اسی طرف دیکھا، پھر اس کا ہاتھ ایک اور جگہ کی طرف اٹھا۔ ”اور وہ؟“

ندی کے ایک تنگ حصے پر بڑا درخت گرا ہوا تھا۔ اس کا تنا ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچ رہا تھا۔ ریان نے اسے غور سے دیکھا۔

”شاید اس پر چل کر پار جا سکتے ہیں۔“

میرا کچھ دیر خاموش رہی۔ وہ تنے کے نیچے تیزی سے بہتا پانی دیکھ رہی تھی۔ پھر اس نے کہا، ”پہلے اچھی طرح دیکھیں گے کہ یہ مضبوط ہے یا نہیں۔“

وہ زمین کی اسی تنگ پٹی پر چلتے ہوئے درخت کے قریب گئے۔ یہ پٹی انہیں تنے تک لے آئی، مگر پانی کے پار نہیں جاتی تھی۔ اس سے آگے ایک کھڑی چٹان تھی اور راستہ بہت تنگ ہو جاتا تھا۔

گرا ہوا درخت ندی کے اوپر ذرا ترچھا پڑا تھا۔ اس کا جڑوں والا موٹا سرا ان کے کنارے پر ٹکا تھا۔ دوسرا سرا پتلا تھا اور سامنے کی چٹانوں کے اوپر مٹی کے ابھرے حصے پر رکھا تھا۔ تنے سے کٹی ٹوٹی شاخیں باہر نکلی ہوئی تھیں۔ نیچے پانی ایک بڑی چٹان سے ٹکرا کر ہوا میں چھینٹے اچھال رہا تھا۔

ریان نے ایک جوتا تنے پر رکھا۔ پہلے ہلکا سا دباؤ ڈالا، پھر کچھ اور وزن ڈالا۔ تنا اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔



”ایک ایک کر کے جائیں گے،“ میرا نے کہا۔ ”اور ان شاخوں کا خیال رکھنا۔“

”میں پہلے جاتا ہوں،“ ریان نے کہا۔

میرا نے دوسرے کنارے کو دیکھا، پھر اسے۔ ”آہستہ جانا۔“

ریان نے کمپاس بند کر کے جیب میں رکھا۔ بیگ کی پٹیاں کسیں اور تنے پر قدم رکھا۔ شروع میں تنا چوڑا تھا۔ درمیان کے قریب وہ پتلا ہونے لگا تو ریان نے خود کو سنبھالنے کے لیے بازو پھیلا دیے۔ پانی کا شور چاروں طرف تھا۔

اس نے ایک بار نیچے دیکھا اور فوراً نظر ہٹا لی۔ سفید جھاگ سیاہ پتھر سے ٹکرا کر آگے ایک تنگ، تاریک جگہ میں گم ہو رہا تھا۔ اس نے خود کو سمجھایا کہ سامنے دیکھے اور اگلا قدم رکھنے کی جگہ پر دھیان دے۔

وہ ایک ایک قدم بڑھاتا گیا۔ دوسرے سرے پر پہنچ کر اس نے مٹی کے ابھرے حصے پر پاؤں رکھا۔ تب اس نے وہ سانس چھوڑی جو کافی دیر سے روک رکھی تھی۔

”میں پار آ گیا۔“

”دکھائی دے رہا ہے،“ سامی نے آواز دی۔ ”ذرا کم خوش ہونے کی کوشش کرو۔“

ریان نے بیگ اتارا اور تنے کے سرے کے پاس مٹی پر رکھ دیا۔ اس کے کندھے درد کر رہے تھے۔ اس نے انہیں ذرا حرکت دی، مگر نظر سامی پر رکھی، جو اب پار آنا شروع کر رہا تھا۔

میرا پہلے کنارے پر ہی رہی۔ وہاں سے اسے تنے کا نچلا حصہ اور وہ شاخیں بھی دکھائی دے رہی تھیں جو ریان نہیں دیکھ سکتا تھا۔ سامی احتیاط سے قدم رکھ رہا تھا۔ پہلے جوتا اچھی طرح جماتا، پھر اپنا وزن آگے لے جاتا۔ بازو اٹھانے پر اس کا بیگ ہلتا تھا۔

وہ تنے کے درمیان تک آیا، پھر اس سے آگے نکل گیا۔ اب اس کی گھبراہٹ کچھ کم ہونے لگی تھی۔ اسی وقت بیگ کی ایک ڈھیلی پٹی ٹوٹی ہوئی شاخ میں پھنس گئی۔



پٹی کھنچنے سے وہ اچانک رک گیا۔ سامی نے پیچھے دیکھنے کے لیے جسم موڑا تو اس کی ایڑی گیلی چھال پر پھسل گئی۔

”رکو۔ میں پھنس گیا ہوں۔“

ریان فوراً دوبارہ تنے پر آ گیا۔ ”ہلنا مت۔ میں نکالتا ہوں۔“

”ریان، رکو،“ میرا نے پکارا۔ ”پہلے اسے خود کو سنبھالنے دو۔“

مگر ریان سامی کا بازو پکڑنے کے لیے ہاتھ بڑھا چکا تھا۔ دونوں کا وزن پڑا تو تنے کا پتلا سرا گیلی مٹی میں دھنسنے لگا۔ کنارے سے چٹخنے کی آواز آئی۔ تنا نہیں ٹوٹا تھا۔ اس کے نیچے مٹی کھسک رہی تھی۔

پھر مٹی کا وہ حصہ بکھر گیا۔ تنا نیچے کی چٹانوں پر گرا اور دونوں لڑکوں کو زور کا جھٹکا لگا۔ کنارے پر رکھا ریان کا بیگ ندی میں گر گیا۔ تیز پانی اسے اپنے ساتھ لے گیا اور وہ نظروں سے غائب ہو گیا۔ اسی وقت سامی کا پاؤں تنے سے پوری طرح پھسل گیا۔

ریان نے سامی کا بازو کلائی سے ذرا اوپر پکڑ لیا۔ وہ ایک گھٹنے کے بل جھکا اور اپنا دوسرا بازو ٹوٹی شاخ کے گرد لپیٹ لیا۔ ہتھیلی میں تیز درد اٹھا، مگر اس نے ہاتھ نہیں چھوڑا۔ سامی تنے کے پہلو سے لٹک رہا تھا۔ پانی کے اوپر اس کا ایک پاؤں سہارا ڈھونڈ رہا تھا۔



”ابھی اسے مت کھینچو!“ میرا نے زور سے کہا۔

وہ جڑوں والے سرے پر جھک گئی تھی۔ اس کی نظر سامی کے بیگ کی پٹی پر تھی۔ یہاں سے وہ اسے پکڑ نہیں سکتی تھی، لیکن دیکھ سکتی تھی کہ وہ کس چیز میں پھنسا ہے۔

”تمہارا بیگ ابھی اٹکا ہوا ہے۔ سامی، تنے کی طرف دیکھو۔ تمہارے دائیں پاؤں کے نیچے ایک شاخ ہے۔“

سامی نے جوتے سے گیلی لکڑی ٹٹولی۔ پہلی بار پاؤں پھسلا۔ دوسری بار بھی سہارا نہ ملا۔ پھر اس کا تلوا شاخ پر آ گیا۔

”مل گئی،“ اس نے ہانپتے ہوئے کہا۔

شاخ پر پاؤں جمنے سے ریان کے بازو پر وزن کچھ کم ہو گیا۔ اس نے ہانپتے ہوئے سانس لی۔

میرا نے کہا، ”پاؤں وہیں رکھو۔ اوپر آنے سے پہلے بیگ کی پٹی نکالو۔“

سامی نے گھٹنا تنے سے ٹکا لیا۔ ایک ہاتھ ریان نے پکڑ رکھا تھا۔ دوسرے ہاتھ سے وہ پھنسی ہوئی پٹی کو شاخ کے ٹوٹے، نوکیلے سرے سے چھڑانے لگا۔ کپڑا پہلے اٹکا رہا، پھر آہستہ سے پھسل کر نکل گیا۔



پٹی آزاد ہوتے ہی بیگ ایک طرف جھولا۔ سامی دوبارہ کھنچنے لگا تو ریان نے گرفت اور مضبوط کر لی۔

”میں نے پکڑ رکھا ہے۔“

”تو چھوڑنا مت۔“

”نہیں چھوڑوں گا۔“

میرا نے کہا، ”اب ایک ساتھ۔ آہستہ۔“

سامی نے شاخ پر پاؤں جما کر زور لگایا، اور ریان نے اسے اوپر کھینچا۔ اس کا گھٹنا چھال سے رگڑ کھا گیا۔ اس نے ایک کہنی تنے پر جمائی اور خود کو اوپر کر لیا۔ اس کی سانس بہت تیز چل رہی تھی۔

دونوں میں سے کوئی کھڑا نہیں ہوا۔ وہ بیٹھے بیٹھے سرکتے ہوئے دوسرے سرے کی طرف گئے، پھر ٹوٹی ہوئی مٹی کے نیچے موجود چٹان پر چڑھ گئے۔ ریان وہیں بیٹھ گیا۔ کچھ دیر صرف پانی کا شور سنتا رہا۔ اس کے بازوؤں میں درد ہو رہا تھا۔

میرا اس وقت تک پہلے کنارے پر رکی رہی جب تک دونوں لڑکے تنے سے ہٹ کر محفوظ جگہ پر نہیں پہنچ گئے۔ گرا ہوا سرا اب دو چٹانوں کے درمیان پھنس گیا تھا۔ اس نے کچھ دیر اسے دیکھا، پھر پکارا، ”کیا تنا ابھی ہل رہا ہے؟“

ریان نے غور سے دیکھا۔ اس نے مضبوط چٹان پر کھڑے ہو کر تنے کے سرے کو دبایا۔ وہ اپنی جگہ جما رہا۔

”اب نہیں ہل رہا۔“

میرا نے جڑوں والا حصہ دوبارہ آزمایا۔ پھر وہ تنے پر نیچے ہو کر بیٹھ گئی۔ دونوں ٹانگیں تنے کے دونوں طرف تھیں۔ وہ ہاتھ جما کر پہلے ہر جگہ پرکھتی، پھر آہستہ سے آگے سرکتی۔ دوسرے کنارے پر ریان نے چٹان سے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اس بار وہ جلدی میں آگے نہیں گیا۔ اس نے انتظار کیا کہ میرا خود اس کا ہاتھ پکڑے۔



جب میرا بھی ان کے پاس آ گئی تو کچھ دیر تک کوئی نہیں بولا۔ سامی نے اپنے چھلے ہوئے گھٹنے کو دیکھا، پھر ہاتھ کھولے اور بند کیے۔

"یہ بہت برا ہوا،" اس نے کہا۔

ریان کو اب کچھ سکون ہوا تو اس کے منہ سے ہلکی سی ہنسی نکل گئی۔ "شکریے کی ضرورت نہیں۔"

"میں ابھی شکریے تک پہنچا ہی نہیں،" سامی نے جواب دیا۔

میرا نے ریان کی کانپتی انگلیوں کو دیکھا۔ "تم اس طرح اچانک قدم نہیں اٹھا سکتے۔ ہمیں بھی معلوم ہونا چاہیے کہ تم کیا کرنے والے ہو۔"

ریان کی مسکراہٹ ختم ہو گئی۔ "وہ پھسل رہا تھا۔"

"میں جانتی ہوں۔ بیگ کی پٹی مجھے دکھائی دے رہی تھی، تمہیں نہیں۔"

ریان نے نیچے درخت کی طرف دیکھا۔ ”میں اسے وہاں چھوڑ نہیں سکتا تھا۔“

”کوئی تم سے یہ نہیں کہہ رہا۔ میں چاہتی تھی کہ تم میری بات سنو۔“

ریان کہنا چاہتا تھا کہ سوچنے کا وقت ہی نہیں تھا۔ اسے اب بھی وہ جھٹکا یاد تھا جب سامی کا وزن اس کے بازو پر پڑا تھا۔ مگر اسے یہ بھی یاد آیا کہ مٹی ٹوٹنے سے پہلے میرا نے آواز دی تھی۔ اس نے اس کی بات پوری طرح سنی ہی نہیں تھی۔

سامی نے اپنے بازو پر پڑا نشان سہلایا۔ ”اچھا ہوا تم نے مجھے پکڑ لیا،“ اس نے کہا۔ ”اور یہ بھی اچھا ہوا کہ میرا نے ہمیں بتایا کہ آگے کیا کرنا ہے۔“

ریان نے پہلے سامی کو دیکھا، پھر میرا کو۔ ”مجھے تمہاری بات سننی چاہیے تھی۔“

میرا نے سر ہلایا۔ اس نے مزید کچھ نہیں کہا۔

اب ریان کی نظر اس جگہ گئی جہاں اس نے اپنا بیگ رکھا تھا۔ وہاں مٹی کا ابھرا حصہ گر چکا تھا۔ اس نے ندی میں تلاش کیا، مگر بیگ کا کوئی نشان نہیں تھا۔ صرف جھاگ اور ٹوٹی ٹہنیاں چٹانوں کے پاس سے بہہ رہی تھیں۔ وہ انہیں دیکھتے ہوئے کنارے کی طرف بڑھا۔

”اسے جانے دو،“ میرا نے کہا۔

ریان رک گیا۔ بیگ میں اس کا کھانا، اضافی کپڑے اور کچھ ایسا سامان تھا جو تینوں کے کام آنا تھا۔ وہ کافی دیر پانی دیکھتا رہا۔ کمپاس اب بھی اس کی جیب میں محفوظ تھا۔ لیکن اس وقت یہ بات بھی اسے زیادہ تسلی نہیں دے رہی تھی۔

سامی نے اپنے بیگ پر ہاتھ رکھا۔ ”میرا بیگ تو ہمارے پاس ہے۔“

ریان نے اسے دیکھا۔ ابھی ان کے پاس سفر جاری رکھنے کے لیے سامان تھا، مگر اب وہ مزید سامان کھونے کا نقصان برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

”میں سامان کی کمی پوری کروں گا،“ اس نے کہا۔

میرا نے جواب دیا، ”پہلے یہ دیکھنے میں مدد کرو کہ کیا بچا ہے۔ یہیں سے شروع کرتے ہیں۔“

ریان نے سر ہلایا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔

✦ ✦ ✦

انہوں نے جتنا سوچا تھا، اس سے زیادہ دیر آرام کیا۔ پھر بچا ہوا کھانا، پانی اور ضروری سامان نکال کر دوبارہ ترتیب سے رکھ دیا۔ اب ہر چیز پہلے سے زیادہ اہم لگ رہی تھی، کیونکہ سامان کم ہو گیا تھا۔

سامی نے اپنے بیگ کو اچھی طرح دیکھا۔ جہاں پٹی شاخ میں پھنسی تھی، وہاں کپڑا رگڑ کھا گیا تھا، مگر سلائی نہیں ٹوٹی تھی۔ بیگ دوبارہ پہننے سے پہلے اس نے لٹکتی پٹی کو اندر کر دیا تاکہ وہ پھر کسی چیز میں نہ پھنسے۔



میرا بچا ہوا سامان دوبارہ بانٹ رہی تھی۔ اسی دوران سامی ایک ایسی چٹان کے نیچے چلا گیا جو آگے کو نکلی ہوئی تھی۔ وہاں بارش اور ہوا سے کچھ بچاؤ ہو سکتا تھا۔

”یہاں کچھ ہے،“ اس نے کہا۔

ریان نے سر اٹھایا۔ سامی نے بیٹھ کر خشک پتوں کی تہہ ہٹائی۔ نیچے زمین کالی تھی اور راکھ پڑی تھی۔ میرا اس کے پاس آئی۔ اس نے تھوڑی سی راکھ انگلیوں کے درمیان مسلی۔

”کسی نے یہاں آگ جلائی تھی۔“

ریان نے اردگرد دیکھا۔ ”بہت پہلے؟“

”نہیں، زیادہ پہلے نہیں۔“

راکھ کے پاس دو پتھروں کے درمیان سامی کو رسی کا چھوٹا سا ٹکڑا ملا۔ یہ آج کل استعمال ہونے والی رسی تھی۔ باہر پڑے رہنے سے کچھ خراب ہو گئی تھی، مگر سڑک جتنی پرانی نہیں لگتی تھی۔



ریان کو پھر وہی بے چینی محسوس ہوئی جو جوتے کا نشان دیکھتے وقت ہوئی تھی۔ کٹی ہوئی شاخ کسی ایک مسافر کی چھوڑی ہوئی نشانی ہو سکتی تھی۔ جوتے کے نشان سے یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ شخص آگے کہاں گیا۔ مگر اب یہاں آگ کے آثار بھی تھے، رسی بھی، اور ایسی جگہ بھی جہاں کسی نے سوچ سمجھ کر پناہ لی تھی۔ کوئی یہاں رکا تھا۔

شاید وہی شخص جس کا نشان انہیں پہلے ملا تھا۔ شاید کوئی اور۔ ابھی یہ جاننے کا کوئی طریقہ نہیں تھا۔ مگر اتنی نشانیاں ملنے کے بعد یہ سمجھنا مشکل تھا کہ ان پہاڑوں میں کوئی نہیں آتا۔

ریان نے درختوں کے اندر دیکھا۔ شہر سے نکلنے کے بعد پہلی بار اس نے خود سے پوچھا کہ کیا اس خاموشی کا مطلب واقعی یہ ہے کہ وہ اکیلے ہیں؟ یا کوئی اور بھی یہاں ہے، جو خاموش رہنا جانتا ہے؟

✦ ✦ ✦

دوپہر کی روشنی سنہری ہونے لگی تھی جب انہیں نشان والا پتھر ملا۔ اسے سب سے پہلے میرا نے دیکھا۔ وہ پہاڑی کی ڈھلوان سے ذرا باہر نکلا تھا اور تقریباً پورا کائی سے ڈھکا تھا۔ اس کی جگہ اور جھکاؤ دیکھ کر لگتا تھا کہ اسے کسی نے وہاں رکھا ہے۔

تینوں نے مل کر پتھر کے سامنے سے گھاس اور پودے ہٹائے۔ پتھر پر سیدھی لکیروں سے بنا ایک انوکھا نشان کھدا تھا۔ ریان نے ایسا نشان پہلے نہیں دیکھا تھا۔ کچھ لکیریں ایک دوسرے کو کاٹ رہی تھیں۔ ان سے بننے والی شکلیں ایک خاص ترتیب میں تھیں۔

میرا نے نشان کو چھوئے بغیر اس کی طرف اشارہ کیا۔ ”کیا یہ پتھر راستے کی پیمائش کے لیے لگایا گیا ہوگا؟“

”ہو سکتا ہے،“ سامی نے کہا۔

ریان کمپاس نکال چکا تھا۔ اس نے ڈھکن کھولا۔ سوئی نہیں ہلی، مگر دراڑ والے شیشے کے نیچے سے ہلکی سی ٹک سنائی دی۔ وہ فوراً رک گیا۔

”میرا۔“

میرا مڑی۔ کمپاس کے اندر، ڈائل کے نیچے دائیں طرف ایک چھوٹا سا حصہ کھلا تھا، جہاں سے اندر کے پرزے نظر آتے تھے۔ ریان نے وہاں ایک لمحے کے لیے حرکت دیکھی، پھر وہ رک گئی۔

صرف ایک بار ٹک کی آواز آئی تھی۔ اس کے بعد خاموشی ہو گئی۔

ریان نے کمپاس کو ملنے نہیں دیا۔ اب اس کی نظر پیتل کے کنارے پر بنے گھسے ہوئے نشانوں پر گئی۔ وہ انہیں پہلے بھی دیکھ چکا تھا۔ مگر پتھر کے نشان کے ساتھ دیکھنے پر اسے ان میں کچھ باتیں ملتی جلتی محسوس ہوئیں۔

”دیکھو، یہ لکیریں کس طرح مل رہی ہیں۔“

میرا قریب جھکی۔ نشان ایک جیسے نہیں تھے، مگر چند لکیریں ملتے جلتے انداز میں ایک دوسرے سے جڑ رہی تھیں۔ ریان کبھی پتھر دیکھتا، کبھی کمپاس کا کنارہ۔ وہ صرف اتنا یقین سے کہہ سکتا تھا کہ دونوں کی کچھ باتیں ایک جیسی ہیں۔ اس چھوٹی سی بات نے بھی اس کا دھیان بازوؤں کے درد سے ہٹا دیا۔

کمپاس کی اکلوتی سوئی کانپی، ذرا سی مڑی، پھر دوبارہ رک گئی۔ ریان نے میرا کو دیکھا۔

”جس نے سڑک بنائی تھی، وہ کمپاس کے بارے میں جانتا تھا؟“

میرا نے دونوں نشان غور سے دیکھے۔ ”یا جس نے کمپاس بنایا تھا، وہ اس سڑک کے بارے میں جانتا تھا۔“

سامی نے سینے پر بازو باندھ لیے۔ ”یہ سن کر تو اور بھی کم تسلی ہوئی۔“

میرا نے اپنے کاغذ نکالے۔ ریان نے پوچھا، ”کیا کر رہی ہو؟“

”یہ نشان نقل کر رہی ہوں۔“

”تمہیں نہیں لگتا کہ دونوں کا تعلق ثابت ہو گیا ہے؟“

”مجھے لگتا ہے کہ یہ کافی ملتے جلتے ہیں۔ اس لیے ان کے بارے میں مزید جاننا چاہیے۔“

”کیا یہ ایک ہی بات نہیں؟“

”نہیں۔“

میرا نے پہلے پتھر کا نشان بنایا۔ پھر اس کے ساتھ کمپاس کے کنارے کی وہ لکیریں نقل کیں جو صاف دکھائی دے رہی تھیں۔ ریان نے کمپاس سیدھا رکھا۔ کچھ دیر بعد تھکن سے اس کا ہاتھ کانپنے لگا تو سامی نے اس کی کہنی کو سہارا دے دیا۔ اس بار اس نے کوئی مذاق نہیں کیا۔



کاغذ پر دونوں نشان ساتھ بنے تو صاف دکھائی دینے لگا کہ کون سی لکیریں ملتی جلتی ہیں اور کون سی الگ ہیں۔ میرا نے ان کے آس پاس جگہ چھوڑی تاکہ بعد میں مزید باتیں لکھ سکے۔

اس نے کہا، ”ہو سکتا ہے ان کا آپس میں تعلق ہو۔ مگر ابھی ہمیں معلوم کرنا ہے کہ وہ تعلق کیا ہے۔“

میرا کی احتیاط سے ریان کچھ بے چین ہو رہا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ کم از کم ایک بات تو صاف ہو جائے۔ مگر ندی پر جو ہوا، اس کے بعد وہ میرا کی بات سمجھ سکتا تھا۔ صرف کسی بات کی امید رکھنے سے وہ سچ نہیں ہو جاتی۔ اور نیا سوال ملنے کا مطلب یہ نہیں کہ جواب بھی مل گیا ہے۔

کمپاس اہم ضرور تھا، مگر وہ ابھی نہیں جانتے تھے کہ وہ کیسے کام کرتا ہے۔ اس لیے اس پر آنکھیں بند کر کے بھروسا نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ریان نے اسے بند کیا، اور تینوں دوبارہ اوپر کی طرف چل پڑے۔

✦ ✦ ✦

سورج ڈھلنے لگا تھا جب میرا پھر رک گئی۔ پہلے ریان نے سمجھا کہ وہ ہمائشیں دیکھ رہی ہے۔ پھر اس نے دیکھا کہ میرا کے چہرے کا انداز بدل گیا ہے۔

”کیا ہوا؟“ اس نے پوچھا۔

میرا نے سامنے کی ڈھلوان دیکھی، پھر اے آر ۳۱۷ کا کاغذ، پھر دوبارہ ڈھلوان۔ ”یہی جگہ ہے۔“

سامی نے اردگرد دیکھا۔ ”کون سی جگہ؟“

”فاصلہ ریکارڈ سے ملتا ہے،“ میرا نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔ ”اونچائی بھی درست ہے۔ پیچھے کی پہاڑی بھی وہی ہے، اور ندی پار کرنے کی جگہ بھی۔“

اس نے سامنے اشارہ کیا۔ ”سروے کے مطابق سڑک یہاں سے آگے جاتی ہے۔“

ریان دیکھتا رہ گیا۔ سامنے کوئی سڑک نہیں تھی۔ کوئی کھلا راستہ بھی نہیں تھا۔ صرف چٹانیں، درخت، جڑیں اور گھنے پودے تھے جو پوری ڈھلوان پر پھیلے ہوئے تھے۔ سامی بھی اسی طرف دیکھ رہا تھا۔

”تو ہمیں اسی جگہ پہنچنا تھا؟“

میرا نے آہستہ سے سر ہلایا۔ ”ہاں۔ نقشے کے مطابق سڑک یہاں سے آگے چلتی ہے۔“

ریان ڈھلوان کے قریب گیا۔ ”یہاں سے؟“

اس نے کمپاس کھولا، مگر کچھ نہیں ہوا۔ اسے تھوڑا سا گھمایا، تب بھی سوئی نہیں ہلی۔ وہ چند قدم بائیں گیا، پھر دائیں۔ کوئی فرق نہیں پڑا۔ اس بار بھی کمپاس نے کوئی مدد نہیں کی۔

ریان نے خول کو ایک بار ٹھونکا۔ سامی نے اس کی طرف دیکھا تو اس نے ہاتھ نیچے کر لیا۔ ”مجھے معلوم ہے۔“

میرا زین کو غور سے دیکھ رہی تھی۔ ”اگر پیمائشیں درست ہیں تو ہم اس وقت سڑک ہی پر کھڑے ہیں۔“

ریان نے اپنے قدموں کی طرف دیکھا۔ وہاں اونچی نیچی مٹی، جڑیں اور پتھر تھے۔ کوئی ایسی نشانی نہیں تھی کہ کبھی یہاں سے گاڑیاں یا مسافر گزرے ہوں۔

”تو سڑک گئی کہاں؟“

میرا نے جواب نہیں دیا۔ تینوں تلاش کرنے لگے۔ درختوں کے نیچے روشنی تیزی سے کم ہو رہی تھی۔ ریان چٹان کا سامنے والا حصہ دیکھ رہا تھا۔ میرا ڈھلوان کی بناوٹ پر غور کر رہی تھی۔ سامی پودوں کے درمیان ایسی چیزیں ڈھونڈ رہا تھا جو آس پاس کی زمین سے الگ لگیں۔ پہلے بھی ایسی چھوٹی نشانیوں ہی سے انہیں راستہ ملا تھا۔

کئی منٹ گزر گئے۔ پھر سامی نے آواز دی، ”یہاں آؤ۔“

وہ پودوں کے ایک گھنے حصے کے پاس کھڑا تھا۔ ریان اور میرا اس کے قریب گئے۔

”کیا ملا؟“

”ابھی پتا نہیں،“ سامی نے کہا۔ ”لیکن یہ پودے باقی پودوں سے کچھ الگ ہیں۔“

ریان نے دیکھا۔ اسے تو وہ عام سے پودے لگ رہے تھے۔ میرا قریب جھکی اور پھر اسے بات سمجھ آ گئی۔

”یہ بعد میں اگے ہیں۔ باقی پودے ان سے زیادہ پرانے ہیں۔“

آس پاس کے پودے گھنے تھے اور ان کی جڑیں ڈھلوان میں گہرائی تک پھیلی تھیں۔ مگر اس حصے میں پودے کم تھے اور نئے لگتے تھے۔ تینوں احتیاط سے انہیں ہٹانے لگے۔ جڑوں کے نیچے مٹی ڈھیلی تھی۔ کچھ مٹی ہٹائی تو پتھر نظر آیا، لیکن وہ پہاڑ کی عام چٹان نہیں تھی۔ اس کے کنارے انسانوں نے کاٹ کر سیدھے کیے تھے۔

ریان گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور ہاتھ سے مزید مٹی ہٹانے لگا۔ ایک سیدھا کنارہ نکلا، پھر دوسرا۔ میرا بھی اس کے پاس بیٹھ گئی۔

”یہ دیوار ہے،“ اس نے کہا۔ ”اسے مٹی کو گرنے سے روکنے کے لیے بنایا گیا ہوگا۔“

انہوں نے کچھ اور جگہ صاف کی تو پرانے پتھروں کی بنی دیوار سامنے آ گئی۔ سڑک یہاں ختم نہیں ہوئی تھی۔ وہ مٹی کے نیچے دب گئی تھی۔



وہ نہیں جانتے تھے کہ مٹی خود گری تھی، برسوں میں جمع ہوئی تھی، یا کسی نے جان بوجھ کر سڑک کو ڈھانپا تھا۔ ابھی اتنی بات ثابت نہیں ہوئی تھی۔ مگر ریان پرجوش تھا۔ وہ کھڑا ہو کر پتھروں کی سیدھ دیکھنے لگا۔

سارا دن انہوں نے ادھوری نشانیوں کو دیکھ کر راستہ ڈھونڈا تھا۔ کبھی پیمائشیں مدد دیتی تھیں، کبھی پتھر، کبھی کوئی نشان۔ اب ان کے سامنے دیوار موجود تھی۔ پرانی سڑک آگے بھی جاتی تھی۔ وہ ختم نہیں ہوئی تھی، بس نظروں سے چھپ گئی تھی۔

✦ ✦ ✦

اندھیرا تیزی سے بڑھ رہا تھا۔ اس وقت مزید تلاش کرنا محفوظ نہیں تھا، اس لیے میرا نے رکنے پر زور دیا۔ اس بار ریان نے بحث نہیں کی۔

انہوں نے پرانی دیوار کے قریب ایک ایسی جگہ چنی جہاں ہوا سے کچھ بچاؤ تھا۔ پھر رات گزارنے کی تیاری شروع کر دی۔ سامی خشک لکڑیاں اور دوسری سوکھی چیزیں جمع کرنے لگا۔ ریان نے بچا ہوا سامان دیکھا۔ روشنی بالکل ختم ہونے سے پہلے میرا ایک بار پھر دیوار کے کھلے ہوئے حصے کو دیکھنے گئی۔

وہاں پہنچ کر وہ رک گئی۔ ”ریان۔“

ریان نے سر اٹھایا۔ میرا دیوار کے نچلے حصے کے پاس بیٹھی تھی۔ وہ اس کے پاس گیا اور سامی بھی ساتھ آ گیا۔

”کیا ہوا؟“

میرا نے ایک بڑے پتھر کے کنارے کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں تازہ خراشیں تھیں۔ یہ پرانے نشان نہیں تھے جنہیں برسوں کی بارش اور ہوا نے ہلکا کر دیا ہو۔ خراشیں صاف تھیں، اور ان کے اندر پتھر کا ہلکا رنگ دکھائی دے رہا تھا۔ ریان کی دھڑکن تیز ہو گئی۔

”کیا کسی نے یہ پتھر ہلایا ہے؟“

”ہو سکتا ہے،“ میرا نے کہا۔ ”کنارے حال ہی میں رگڑے ہوئے لگتے ہیں۔ نیچے والا ہلکا رنگ دیکھو۔“

تینوں نے پتھر کو قریب سے دیکھا۔ اس کے پیچھے تھوڑی سی خالی جگہ تھی۔ وہ کوئی دروازہ یا بڑا راستہ نہیں تھا۔ بس پرانی دیوار اور اس کے پیچھے کی مٹی کے درمیان ایک تنگ، اندھیری دراڑ تھی۔

لیکن اس دراڑ سے ہوا آ رہی تھی۔ ٹھنڈی ہوا، جیسے اندر کہیں زیادہ گہرائی سے آ رہی ہو۔ سامی اندھیرے کی طرف دیکھنے لگا۔

”واہ، اس سے تو بالکل تسلی ہو گئی،“ اس نے کہا۔ اس کی آواز سے صاف لگ رہا تھا کہ وہ خود بھی گھبرا رہا ہے۔

ریان نے کمپاس نکالا۔ جیسے ہی اس نے ڈھکن کھولا، اندر سے ایک تیز ٹک سنائی دی۔ تینوں بالکل رک گئے۔ سوئی اپنی جگہ رہی۔ ریان نے دراڑ کی طرف دیکھا۔ چند سیکنڈ تک کچھ نہیں ہوا۔



پھر پتھر کے پیچھے کہیں سے ایک دھیمی، بھاری آواز آئی۔ جیسے کوئی بڑا پتھر دوسرے پتھر پر آہستہ آہستہ گھسٹ رہا ہو۔ سامی کا چہرہ بدل گیا۔

”براہ کرم کہہ دو کہ یہ پہاڑ کی آواز تھی۔“

کسی نے جواب نہیں دیا۔ وہ خاموش کھڑے سنتے رہے۔ پھر آواز بند ہو گئی۔ میرا کی نظریں اندھیرے پر تھیں۔

اس نے دھیرے سے کہا، ”مجھے نہیں معلوم یہ آواز کس چیز کی تھی۔ دراڑ سے پیچھے رہو۔“

ریان نے کمپاس کو مضبوطی سے تھام لیا۔ تینوں اپنی جگہ رکے رہے۔ سارا دن وہ چاہتا رہا تھا کہ کمپاس اسے کوئی صاف جواب دے۔ اب پتھر کے پیچھے سے آواز آئی تھی تو اسے خود سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ وہ قریب جانا بھی چاہتا ہے یا نہیں۔ وہ اپنے دوستوں کے پاس ہی رہا۔

دراڑ کے اندر کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ ہلکی ٹھنڈی ہوا اس کے ہاتھ پر لگ رہی تھی۔ ہوا مسلسل آ رہی تھی، اس لیے دیوار کے پیچھے کہیں خالی جگہ ضرور تھی۔ مگر وہاں اور کیا تھا، وہ یہ نہیں جانتا تھا۔

”ہم صبح کی روشنی کا انتظار کریں گے،“ میرا نے کہا۔

ریان نے سر ہلایا اور کمپاس بند کر لیا، مگر اسے ہاتھ میں ہی رکھا۔

ان سے بہت اوپر درختوں سے ڈھکی ایک پہاڑی پر شام کی آخری روشنی پڑ رہی تھی۔ ایک لمحے کے لیے درختوں کے تنوں کے درمیان کسی انسان کا سایہ نظر آیا۔ وہ اتنا دور تھا کہ اگر تینوں میں سے کوئی اوپر دیکھ بھی لیتا تو اس کا چہرہ پہچان نہ سکتا۔ مگر ان میں سے کسی نے اوپر نہیں دیکھا۔

نیچے سامی باقی دونوں کے مزید قریب آ گیا۔ میرا کی نظر اسی تنگ دراڑ پر تھی۔ ریان ہاتھ میں بند کمپاس لیے کھڑا تھا۔ پیتل کا پرانا خول اس کی انگلیوں میں دبا ہوا تھا۔



اوپر کھڑا شخص پیچھے ہٹا اور درختوں میں غائب ہو گیا۔

ریان، سامی اور میرا یہ جان چکے تھے کہ کوئی حال ہی میں اس بھولی ہوئی سڑک پر سفر کر چکا ہے۔ مگر انہیں یہ نہیں معلوم تھا کہ شہر سے باہر ان کے پہلے دن کے آخر میں کوئی انہیں دیکھ بھی رہا ہے۔

باب دوم ختم ہوا

تخلیقی تعارف

AAN Tales Works

کہانی، کردار اور تخلیقی ہدایت

عتیق الرحمٰن

Atiq ur Rehman

ERASED NORTH

باب دوم: جہاں نقشہ ختم ہوتا ہے

© 2026 AAN Tales Works

تمام حقوق محفوظ ہیں۔